قرآنی تہذیب و تمدن کی تشکیل سیرت طیبہ کی روشنی میں

محمد یٰسین سروہی[1]

خلاصہ:

غور و فکر سے زندگی کے دو بنیادی پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں جن میں ایک پہلو روحانی اور دوسرا پہلو مادی ہے، ان دونوں پہلوؤں کا برابر نشو و نما پانا ضروری ہے، جس طرح ایک انسان کی عمر کے ساتھ ساتھ اس کا قد و وزن بڑھتا ہے اگر ایسا نہیں ہو رہا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ انسان صحت مند نہیں ہے۔ اسی طرح انسان کے رہنے سہنے اور ترقی کرنے سے معاشرہ ترتیب پاتا ہے۔ معاشرے میں لوگوں کے آپس میں ملنے جلنے اور آپس میں برتاؤ کے طور طریقے وضع ہوتے ہیں۔ انہی طور طریقوں کو مدنیت کی اصطلاح میں تہذیب کہا جاتا ہے۔ یہ تہذیب انسان کی ترقی کے ساتھ ساتھ نمو پذیر ہوتی ہے، یوں تو نسل انسانی کی ترقی کے ساتھ ساتھ بہت سی تہذیبوں نے جنم لیا، مگر وہ تمام تہذیبیں وقت کے طوفان کے سامنے نہ ٹھہر سکیں اور قصہ پارینہ بن گئیں، اب ایک ہی تہذیب ہے جو دنیا میں تا حشر قائم و دائم رہے گی۔ اس تہذیب نے ہر مکتب فکر کے ماننے والوں پر اپنے گہرے نقوش چھوڑے۔ یہ تہذیب اپنے ماننے والوں کو صرف اور صرف نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور برائی سے ڈراتی ہے، یہ اپنے نظریات و خیالات اور عقائد کسی بھی گروہ، کسی بھی مذہب، کسی بھی جماعت پر نہیں تھوپتی، یہ اپنے ماننے والوں کو کسی انسان سے کالا، گورا، عربی، عجمی، ایرانی، افریقی، انڈین اور اینگلو انڈین ہونے کی وجہ سے کوئی امتیاز نہیں برتنے دیتی۔ اس تہذیب کا نام اسلامی تہذیب ہے۔ یہاں پر ہم اسلام کی عالمگیر تہذیب و تمدن کی تشکیل کا مطالعہ کریں گے اور دیکھیں کہ سید الصفا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی روشنی میں اسلامی تہذیب و تمدن کو کن خطوط پر استوار فرما کر عالمگیر بنا دیا۔

کلیدی الفاظ: قرآن، تہذیب ، تمدن، تشکیل، سیرت طیبہ

[1] ۔ پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر

مقدمہ :

اگر ہم اپنی زندگی کا معائنہ کرنے کی کوشش کریں تو ہمارے سامنے زندگی کے دو بنیادی پہلو آتے ہیں جن میں ایک روحانی اور دوسرا مادی ہے، ان دونوں پہلوؤں کا برابر نمو پانا لازمی ہے، جس طرح ایک انسان کی عمر کے ساتھ ساتھ اس کا قد، وزن بڑھتا ہے اگر ایسا نہیں ہو رہا ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ انسان صحت مند نہیں ہے۔ اسی طرح انسان کے رہنے سہنے اور ترقی کرنے سے معاشرہ ترتیب پاتا ہے معاشرے میں لوگوں کے آپس میں ملنے جلنے اور آپس میں برتاؤ کے طور طریقے وضع ہوتے ہیں، انہی طور طریقوں کو مدنیت کی اصطلاح میں تہذیب کہا جاتا ہے، یہ تہذیب انسان کی ترقی کے ساتھ ساتھ نمو پذیر ہوتی ہے، یوں تو نسل انسانی کی ترقی کے ساتھ ساتھ بہت سی تہذیبوں نے جنم لیا، مگر وہ تمام تہذیبیں وقت کے طوفان کے سامنے نہ ٹھہر سکیں اور قصہ پارینہ بن گئیں، اب ایک ہی تہذیب ہے جو دنیا میں تاحشر قائم و دائم رہے گی اس تہذیب نے ہر مکتب فکر کے ماننے والوں پر اپنے گہرے نقوش چھوڑے۔ یہ تہذیب اپنے ماننے والوں کو صرف اور صرف نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور برائی سے ڈراتی ہے، یہ اپنے نظریات و خیالات اور عقائد کسی بھی گروہ، کسی بھی مذہب، کسی بھی جماعت پر نہیں تھوپتی، یہ اپنے ماننے والوں کو کسی انسان سے کالا، گورا، عربی، عجمی، ایرانی، افریقی، انڈین اور اینگلو انڈین ہونے کی وجہ سے کوئی امتیاز نہیں برتنے دیتی۔ اس تہذیب کا نام ہے اسلامی تہذیب۔ یہاں پر ہم اسلام کی عالمگیر تہذیب و تمدن کی تشکیل کا مطالعہ کریں گے اور دیکھیں کہ سید الصفا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی تہذیب و تمدن کو کن خطوط پر استوار فرما کر عالمگیر بنا دیا۔

تہذیب کا مطلب اور مفہوم :

تہذیب کا لفظ عربی زبان میں ...... ھ ...... ذ ...... ب ...... سے مل کر بنا ہے جس کے معنی کانٹ چھانٹ کرنا، اصلاح کرنا، بہتر بنانا، سنوارنا، ترتیب دینا، کس چیز وغیرہ کو قرینے سے رکھنا، مثلاً درختوں کی فالتوں شاخوں کی قطع برید کرنا راہنمائی کرنا، کسی شے سے نقص کو پاک کر کے اصلاح کرنا وغیرہ ہے۔ تہذیب کا لفظ اپنے اندر بے پناہ وسعت لیے ہوئے ہے۔ تہذیب کا لفظ عموماً انسان کا زندگی گزارنا، رہنا سہنا اور لوگوں سے برتاؤ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاح کی رو سے کسی بھی قوم فرد، یا

معاشرے کے زندگی گزارنے کے وہ بنیادی افکار و نظریات ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر وہ مخصوص طبقہ اپنی زندگی گزارتا ہے۔ تہذیب کے عمومی معنی انسانوں کے لیے طریق زندگی کے ہیں، گویا مجموعی طور پر طرز معاشرت کو تہذیب کا نام دیا گیا ہے۔، مثال کے طور پر ہندو ماتھے پر تلک لگاتے ہیں جب بھی کوئی آدمی ماتھے پر تلک لگائے ہوئے نظر آئے گا اس کو بغیر سوچے سمجھے ہندو تصور کیا جائے گا کیونکہ تلک لگانا ہندوؤں کی تہذیب ہے۔ گویا ''تہذیب رکھ رکھاؤ، بول چال، افعال و کردار کے مجموعے کا نام ہے ''

تمدن کیا ہے؟ نیز تہذیب و تمدن میں کیا فرق ہے؟

تمدن بھی تہذیب ہی کی ایک شاخ ہے۔ یہ لفظ 'مدن' مدینہ سے نکلا ہے جس کے معنی شہر کے ہیں۔ تمدن کو شہر کے حوالے سے پہچاننا ضروری ہے، کیونکہ تمدن شہروں کے بغیر وجود میں نہیں آتا، گویا تمدن شہری طرز حیات و معاشرت و معیشت کا نام ہے۔ انسانی زندگی میں جن مادی اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے وہ بعد میں تمدن کا روپ دھار لیتی ہیں مثلاً ضرورت کے تحت سکول کا بنانا، ہسپتالوں کا وجود میں آنا وغیرہ تمدن کا حصہ ہیں۔

یوں تو تہذیب و تمدن لازم و ملزوم ہیں۔ تہذیب کا تعلق نظریات سے ہے جبکہ تمدن کا تعلق اعمال سے ہے۔ مثلاً اگر ہم ایک گھر بنانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے مکان بنانے کے بارے میں سوچیں گے جب مکان بن جائے گا تو وہ تمدن کا روپ دھار لے گا اور مکان کا بنانا یعنی اس کا نقشہ کیسا ہوگا، دروازہ کہاں ہوگا، یہ تہذیب میں شامل ہے۔ لوگوں کا اُٹھنا بیٹھنا، باتیں کرنا، شادی بیاہ کی رسوم وغیرہ معاشرے کے تہذیب و تمدن میں شامل ہیں، یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ تہذیب جڑ ہے اور تمدن اس کی شاخیں ہیں۔

تہذیب اور مذہب کا تعلق

تہذیب اور مذہب کا باہمی تعلق بہت مضبوط اور وسیع ہے۔ مذہب ایک خاص مقصد حیات اور انداز فکر پیش کرتا ہے جو اس کے ماننے والوں کو ہر سر گرمی کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے اور اسی پلیٹ فارم کو تہذیب کا نام دیا گیا ہے ویسے بھی انسان کے اعمال ہمیشہ کسی عقیدے یا ایمان کے تابع ہوتے ہیں اور یہی ایمان و عقیدہ تہذیب کو جنم دیتا ہے، مثال کے طور پر اگر ہمیں کوئی ایسا انسان ملتا

ہے جس نے صلیب کا نشان لٹکایا ہو تو ہم اس کو عیسائیت کا پیروکار سمجھیں گے، اسی طرح اگر کوئی شخص اذان ہوتے ہی نماز کی طرف چل نکلتا ہے تو ہم اس کو مسلمان کہیں گے، المختصر تہذیب اور مذہب کا باہمی تعلق بہت گہرا اور مضبوط ہے۔

قبل از اسلام قدیم تہذیبیں اور تمدن

جب پہلے انسان نے زمین پر قدم رکھا تھا تو تہذیب و تمدن نے بھی آنکھ کھولی تھی اور پھر انسان کی نسل بڑھتی چلی گئی اور ہر علاقے کے انسانوں کی اپنی اپنی تہذیبیں جنم لیتی رہیں۔ اسلام سے پہلے کی تمام تہذیبیں ناپید ہو چکی ہیں یا روبہ زوال ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے احوال مختصراً پیش خدمت ہیں:

ا۔ یہودیوں کی کتاب تورات تحریف کا شکار ہے مگر پھر بھی ان کی تہذیب کا ذکر ضرور ملتا ہے۔ اس افرا تفری کے دور میں ان کی تہذیب کے بے شمار اشارے ملتے ہیں جن کا مفصل ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے۔ ان کی تہذیب و تمدن کے حوالے سے یہودیوں کی کتاب استثناء میں یوں درج ہے:

الف۔ ''اور جب خداوند تیرا خدا! اُنہیں تیرے حوالے کر دے تو تُو انہیں مار یو اور حرام کیجیو، تو ان سے کوئی عہد نہ کیجیو اور ان پر رحم نہ کیجیو، تم ان کے مذبحوں کو ڈھا دو، ان کی مقدس چیزوں کو لوٹ لو، ان کے باغوں کو جلا دو اور فتنہ و فساد برپا کر دو۔''[1]

ب۔ اور انہوں نے ان سب کو جو شہر میں تھے کیا مرد، کیا عورت، کیا جوان، کیا بوڑھے، کیا بھیڑ، کیا گدھے سب کو تلوار کی دھار سے بالکل نیست و نابود کر دیا، پھر انہوں نے اس شہر کو اور جو کچھ اس میں تھا سب کو آگ سے پھونک دیا''۔[2]

دہشت گردی و خون خرابہ یہودیت کی تہذیب میں رچا بسا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھی وہ کہیں فاتح بن کر گئے تو انہوں نے انسانیت کو شرما دینے والے کارنامے سرانجام دیے شر و فساد کو ہوا دینا، بین الاقوامی دہشت کردی کی پشت پناہی کرنا یہودیوں کی تہذیب کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ کیونکہ اسی شر و فساد میں ان کی بقا ہے۔ جبکہ اسلام کی تہذیب میں عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور غیر مقاتلین حتی کہ عین حملہ کے وقت بھی جو تلوار گرا دے اسے معاف کرنے کا حکم ہے۔

---

[1] کتاب استثناء، باب ۵ آیت ۳۲

[2] یشوع باب ٦ آیات: ۲۲ تا ۴

۲۔ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات زیادہ تر اخلاقی درستگی پر مشتمل تھیں، حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے وقت عیسائیوں کا اخلاق تباہ ہو چکا تھا، آپؑ نے ان کی اخلاقی درستگی فرمائی اور اپنی تہذیب و روایات کو اپنانے کا حکم دیا۔ آپؑ نے فرمایا ''اگر کوئی تیرے داہنے گال پر تھپڑ مارے تو تُو دوسرا بھی آگے کر دے اگر کوئی نالش سے تیرا کرتہ مانگے تو اپنا چوغہ اسے دے دو''۔ گویا عیسائیت یہودیت کی تکمیل ہے، مسیحؑ نے ان کو نیک تعلیمات دیں مگر انہوں نے اپنے نبیؑ کی تعلیمات کو بھلا کر یہودیت کی تہذیب کو اپنا لیا اس طرح عیسائیت بھی تشدد پسند مذہب بن گیا۔ عیسائیوں نے یہودیوں کی تعلیمات پر ایمان لا کر دنیا پر حکومت کی ہوس کو ہوا دی اور اسی آمیزش نے ان کے مذہب کو دنیا کا سب سے دہشت ناک اور ظالم ترین مذہب بنا دیا۔[1]

۳۔ برہمن ہندو تہذیب کی بنیاد ہندو مذہب پر مبنی ہے، یہ تہذیب ذات پات، تعصب، چھوت چھات کے گورکھ دھندوں میں غرق ہے، ہندو مال جمع کرنے اور اپنی دولت کو عیش عشرت پر خرچ کرنے کے رسیا ہیں، رقص و موسیقی، ناچ گانا ان کے ہاں عبادت کا درجہ رکھتے ہیں، ہندوؤں کی مقدس کتب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہندوؤں کے مذہب میں اخلاقی قدروں کی کوئی ضامن غرض و غایت موجود نہیں۔ ان کے ہاں غیر ہندوؤں پر مظالم ڈھانا کر دشمن کا نام و نشان مٹانا جائز ہے بقول رگ وید:

الف۔ ''اے اندر! ہم کو دولت دے جو دشمن کو جنگ میں اس طرح مغلوب کر دے جس طرح آسمان زمین پر غالب ہے ہمیں ایسی دولت عطا کر جو ہزاروں کا مال لائے، جو ذرخیز زمین فتح کرے اور جو دشمن کو شکست دے اور مخالف قوموں میں افراتفری پھیلا دے''۔[2]

ب۔ ''اگر وہ (شودر) ان کی ذاو دھرمت کا نام لیکر توہین کرے تو دس انگلی لمبی لوہے کی گرم سلاخ اس کے حلق میں اتار دی جائے''۔[3]

حقائق نے ثابت کیا کہ دشمنوں کے بارے میں ہندوؤں کے نظریات خوفناک اور ظالمانہ ہیں، ان کے مطابق اگر کوئی ہندو عورت بیوہ ہو جائے تو وہ دوسری شادی نہیں کر سکتی۔ دین اسلام میں اس طرح

---

[1]۔ بریٹینڈ رسل ان پیراڈائیز آف آئیڈ لنس۔ ص ۱۰۸

[2]۔ رگ وید کے باب: ۴۔۱، ۲

[3]۔ منو دھرم کے اقوال: ۸:۱۷

کی تہذیب کی نفی کی گئی ہے، اسلام نے ذات پات کی نفی کر کے تمام انسانوں کو مساوات کی ایک لڑی میں پرو دیا، عورت کے لیے معاشرے میں باعزت مقام دیا اور مساوات و بھائی چارے کی فضا کو پیش کر کے معاشرے کو بھلائی کا درس دیا۔ اس مذہب کو تبلیغی مذہب کہا جاتا ہے مگر اس مذہب کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں خدا اور آخرت کا تصور سرے سے موجود نہیں ہے۔ یہ دراصل ہند و مذہب کی تنگ نظری اور تشدد کے خلاف اعلان بغاوت ہے اور یوں اس کی اصلاحی شکل میں انسانی ہمدردی اور ترک دنیا کو قرار دیا گیا۔ ان کی زندگی تو صرف راہبانہ فلسفہ کے گرد گھومتی ہے۔

۴۔ جدید عیسائیوں کا یہ نظریہ تھا کہ دین اور دنیا الگ الگ ہیں اور انہوں نے اس کو رائج کر دیا اور اس نظریے کا یہ نتیجہ نکلا کہ دنیاوی زندگی کو مسرت و لذت قرار دیا گیا اور اس مسرت نے ان کو فکر آخرت سے بے نیاز کر دیا ہے۔ ان کے نزدیک حضرت یسوعؑ تمام عیسائیوں کے گناہوں کو اٹھا کر سولی پر چڑھ گئے ہیں اور یوں ان کے لیے روز آخرت تک کسی سزا کا ڈر نہیں اب ان کو کھلی چھٹی ہے، ہر عورت بچہ اور جوان آزاد ہے۔ شراب و سور ان کے نزدیک حلال ہیں، ان کے نزدیک عیاشی ہی سب کچھ ہے ان کا کہنا ہے کہ ان کے نبی نے ان کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے، مغربی تہذیب کوئی ایک تہذیب نہیں بلکہ یہ تو بہت سی فرسودہ تہذیبوں سے من پسند چیزوں کا ملغوبہ ہے۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

باطل تہذیبوں کے پجاریوں نے عیش پرستی اور بے حیائی کو اپنایا تو اخلاقی تباہی ان کا مقدر بن گئی کیونکہ وہ اپنی بنیادوں سے ہٹ چکے تھے یہی وجہ ہے کہ شافع یوم قرار ﷺ کی قیادت میں عرب کے لوگوں نے ایک نئی تہذیب کا علم بلند کیا تو یہ جھوٹی تہذیبیں ختم ہو گئیں، اسلامی تہذیب تھوڑے عرصے میں خاور سے باختر تک پہنچ گئی، ایک مسلمان خلیفہ کے دور میں اسلامی حکومت اتنی وسیع تھی کہ اس نے بادل کو دیکھ کر کہا تھا کہ اے بادل! تو جہاں چاہے برس تیری بارش کے پانی کی خوشحالی مجھے ہی ملے گی۔

اسلامی تہذیب و تمدن کے محور

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر قوم کی تہذیب اس کے مذہب کی سچی روایات کے ساتھ منسلک ہے۔ سرحدوں کے جغرافیائی حالات اس پر اثر انداز نہیں ہوتے، ہر وہ قوم جس کا اپنے مذہب کے ساتھ کچھ نہ کچھ تعلق ہو تو وہ قوم بلندی کی منازل طے کرتی ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اپنے اصل ماخذ قرآن کریم سے جڑے رہنے کا حکم دیا ہے اگر تم اس کے عامل بنو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔

مسلمانوں کی جداگانہ تہذیب قرآن کریم پر انحصار کرتی ہے اس لیے اس تہذیب کا ہر دوسری تہذیب پر اثر ہونا ایک لازمی امر ہے، جو بھی اس الہامی تہذیب کے دائرے کے نزدیک آتا اسی کا ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ اس تہذیب میں کسی سے نفرت کرنے کا درس موجود نہیں۔ ایک مغربی مفکر رابرٹ بریفالٹ نے کہا کہ اگر کوئی تہذیب مغربی تہذیب و تمدن کو پچھاڑ سکتی ہے تو وہ صرف اسلامی تہذیب و تمدن ہے، یہ تہذیب علم و اخلاق کے زیور سے آراستہ ہے۔[1]

اسلامی تہذیب کا آغاز داعی اسلام ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ لا الہ الا اللہ وہ بنیادی کلمہ ہے جس پر اسلامی تہذیب کی عمارت استوار ہوئی ہے اسلام نے مسلمانوں کے طریق زندگی میں اس حد تک تبدیلی پیدا کر دی کہ اس کا آغاز کلمہ طیبہ سے ہوا تو عروج روحانی و جسمانی طہارت و پاکیزگی پر۔[2]

اس حقیقت سے کسی کو انکار ممکن نہیں کہ اسلامی تہذیب ایک عالمگیر تہذیب ہے اور دنیا میں عالمگیریت کا درس دیتی ہے یہ انفرادیت کو چھوڑ کر اجتماعیت پر زیادہ توجہ دیتی ہے اس کی بنیادیں براہ راست اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع ہیں، قرآن مجید منبع رشد و ہدائت و عالمگیر ضابطہ حیات ہے، اس میں ہر انسان کے لیے فلاح و کامرانی کا درس موجود ہے، اسلامی تہذیب کی بنیادیں مندرجہ ذیل ستونوں پر استوار ہیں:

☆ اللہ کریم کی وحدانیت پر ایمان لانا۔

☆ اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا۔

---

[1] ۔ رابرٹ بریفالٹ، تشکیل انسانیت، ص ۲۶۳

[2] ۔ سید قاسم محمود ج، اسلامی انسائیکلوپیڈیا ۳، ص ۲۳۱

☆ اللہ کریم کی طرف سے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بھیجے گئے نبیوں اور ان پر بھیجی گئی کتب پر ایمان لانا۔

☆ قیامت کے دن پر ایمان کے ساتھ ساتھ اچھی اور بری تقدیر پر بھی ایمان لانا لازمی ہے۔

اسلامی تہذیب و تمدن کی بنیادیں

لفظ اسلام کے معنی حروف تہجی کے لحاظ سے درج ذیل ہیں:

ا۔اللہ تعالیٰ   س۔سلامتی ل۔لوگ   ا۔جتماعیت و عالمگیریت   م۔محبت و آشتی

ایسا مذہب جس میں تمام انسان اجتماعی طور پر آپس میں مل کر رہتے ہیں اور اللہ کی واحدانیت کو تسلیم کرتے ہوئے امن و سلامتی و بھائی چارے کی فضا کو قائم کرتے ہیں اس مذہب کی سرحدیں کسی ایک مکتبہ فکر کے لیے نہیں بلکہ اس کی سرحدیں تو عالمگیر معاشرے کے قیام کے لیے کھلی رہتی ہیں۔قرآن کریم فرماتا ہے:

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ "[1]

مومنین تو بس آپس میں بھائی بھائی ہیں، لہٰذا تم لوگ اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادو

ہر انسانی تہذیب کا کوئی نہ کوئی عقیدہ ہوتا ہے، اس کے لیے ایمان کی اصطلاح قائم کی گئی ہے، اسلام کے علاوہ دیگر تہذیبوں میں اوہام باطلہ کی ایک کثیر تعداد ایمان میں شامل ہے، ایسے ایمان میں قوم پرستی شخصیت پرستی، قانون پرستی، علم پرستی، نفس پرستی وغیرہ بھی شامل ہیں، اسلام میں ایمان بنیادی طور پر مندرجہ ذیل پانچ عقائد کو دل و جان سے قبول کرنے پر قائم ہے:

☆کلمہ   ☆نماز   ☆روزہ   ☆زکوۃ   ☆حج

اسلام کے سب عناصر اسلام کی عالمگیر تہذیب و تمدن کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ان میں سے اگر ایک بھی عنصر غائب ہو جائے تو اسلامی تہذیب کا وجود خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

[1]۔سورالحجرات:۱۰

اسلامی تہذیب و تمدن کی تشکیل کے عناصر:

اسلامی تہذیب قرآن کے چند بنیادی عقائد پر عمل کرنے سے سامنے آتی ہے،اس تہذیب کا مرکز و محور اسلام ہے،ابتدا میں ہر تہذیب اپنے مذہب کے ساتھ منسلک جس پر علاقہ اور ماحول اثر انداز ہوتا ہے مگر اس کا اصل ماخذ اس کا دین ہی رہتا ہے،ہر تہذیب اپنے مذہبی اصولوں سے انحراف نہیں کر سکتی، بلکہ یہ ان کے زیر اثر ہوتی ہے۔مثال کے طور پر عورت کا لباس بنیادی طور پر حیا و پردہ داری پر مبنی ہوتا ہے جبکہ مسلمان خاتون اس حیا اور پردے کا اہتمام کرتی ہے جبکہ غیر مذہب کی خاتون اس پردے کا خیال نہیں رکھتی اور اگر ایک غیر مسلم خاتون مسلمانوں کے ماحول میں آجاتی ہے تو وہ خواہ اسلام کو قبول بھی نہ کرے، مگر اسلام کی تہذیب اس پر اثر ضرور ڈالے گی۔اسلام کی عالمگیر تہذیب کے زریں اصول یوں ہیں:

۱۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد توحید پر ایمان ہے،اسلام کی تمام عمارت توحید کے مضبوط پتھر پر کھڑی ہے،توحید کا مطلب یہ ہے کہ اس تمام کائنات کا بنانے والا ایک ہی ہے اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں، ہر جگہ پر اس کا حکم چلتا ہے اسی کی اطاعت واجب ہے، نفع و نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے، یہاں شرک کو کوئی مقام حاصل نہیں، جن چیزوں سے اس نے منع فرمایا ہے ان سے رکنا ہر کسی پر فرض ہے اور اللہ کریم کی یہ عالمگیر حیثیت کسی کو حاصل نہیں اور اس کی وضع کردہ تہذیب بھی عالمگیر تہذیب ہے۔

۲۔ انسانی زندگی کا مقصد صرف اللہ کریم کی عبادت و اطاعت ہے، بندگی کے بغیر زندگی شرمندگی بن جاتی ہے،اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں فرماتے ہیں:

" وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ "[۱]

اور میں نے جن و انس کو خلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔

اسلام نے زندگی گزارنے کے لیے جو راہیں مرتب فرمائی ہیں ان میں اس بات کی قطعی گنجائش نہیں کہ کوئی بشر ان قوانین کو پس پشت ڈال کر زندگی گزارے۔اللہ کریم نے دنیا میں بڑی کشش رکھی

[۱]۔الذاریت:۵۶

ہے مگر اپنی اطاعت میں عظیم انعامات بھی، کعبہ اعظم ﷺ کا معمول تھا کہ صبر اقوام ﷺ ہر وہ کام کرتے تھے جس کا اللہ کریم کی طرف سے حکم ملتا تھا کیونکہ اسی میں اللہ کریم کی بندگی پنہاں ہے۔

۳۔ باطل ادیان کی تہذیبوں کی سب سے بری خرابی یہ تھی کہ وہ کسی بھی کمزور انسان کو عزت و توقیر دینے کے لیے تیار نہ تھے۔ وہ صرف طاقتور اور حاکم لوگوں کو عزت کے حق دار تصور کرتے تھے، ہندو تہذیب ذات پات، چھوت چھات کی قائل ہے، عیسائیت میں انسان کو پیدائشی گناہ گار تصور کیا جاتا ہے، یہودی صرف اپنے مذہب کے پجاریوں کو افضل تصور کرتے ہیں جبکہ اسلام میں افضل وہ ہے جو متقی اور پرہیز گار ہے۔ آیہ محکم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کے لیے اچھا ہے۔

۴۔ اسلامی تہذیب ایک ایسی تہذیب ہے جس میں زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا جاتا ہے، دوسری تمام تہذیبوں میں صرف زندگی کے ایک آدھ شعبے کو شامل کیا جاتا ہے جیسے یہودیت رہبانیت کی قائل ہے، ایک تہذیب میں مرد و عورت شادی نہیں کرتے ساری عمر تنہائی میں گزار دیتے ہیں جبکہ اسلام میں ایسا نہیں ہے، بلکہ یہاں تو دین اور دنیا کا ایک حسین امتزاج موجود ہے۔ اللہ کریم قرآن حکیم میں یوں فرماتے ہیں:

”وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ “۔[1]

اور ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں: ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بہتری اور آخرت میں بھی بہتری عطا کر نیز ہمیں آتش جہنم سے بچا۔

سرکار مدینہ ﷺ نے اسلامی تہذیب کی بنیاد قرآن کے اصولوں کو سامنے رکھ کر مرتب فرمائی ہے جس میں دین اور دنیا کا حسین امتزاج موجود ہے۔

۵۔ اسلامی تہذیب میں عالمگیر امن کی ضمانت موجود ہے کیونکہ یہ توحید کے بنیادی اصولوں پر کام کرتی ہے، جب تمام لوگ ایک ہی رب کی عبادت کریں گے تو ان میں ذاتی مخاصمت اور حسد نام کی بیماریاں خود بخود مٹ جائیں گی، کیونکہ اس میں اتحاد، ایمان، تنظیم اور بھائی چارے کا پیغام محبت موجود

[1] ۔البقرہ۔۲۰۱

ہے۔ دنیا میں امن قائم کرنے کے صرف دو ہی طریقے ہیں کہ اسلام کے پیغام اخوت و رواداری کو عام کیا جائے اور دوسروں سے دشمنی کے عنصر کو جگہ نہ دی جائے۔ اللہ کریم نے اپنے مخزن کائینات ﷺ کو فرمایا کہ اگر دشمنان اسلام صلح پر آمادہ ہوں تو منبع فیوضات ﷺ بھی صلح ہی کو اختیار کریں۔ سید کائنات ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی پر فتح پالو تو اس کے ساتھ نیک سلوک کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکی کا حکم دیتا ہے۔

۶۔ سرکار ﷺ نے جس تہذیب کی بنیاد رکھی وہ تہذیب ہر مکتب فکر اور ہر عمر کے انسانوں کے لیے بہترین اور قابل عمل راہ مدن ہے، گروہ بندی، انتشار اور منافقت کی اس میں ہر گز جگہ نہیں۔ باعث تخلیق کائنات ﷺ خود فخر موجودات ﷺ اپنے ساتھیوں میں اس طرح گھل مل کر بیٹھ جاتے تھے کہ باہر سے آنے والا کوئی بھی فرد صاحب المحشر ﷺ کو پہچان نہیں سکتا تھا۔

۷۔ اسلام دوسرے تمام مذاہب کا احترام کرتا ہے۔ جو قومیں مسلمانوں کی محکوم رہیں مسلمانوں نے ان قوموں کے حقوق کی حفاظت قرآن وسنت کے مطابق کی، انہوں نے مسلمانوں کے حسن سلوک کی وجہ سے کبھی بغاوت نہیں کی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے حمص فتح ہوا تو مسلمانوں نے وہاں کے عیسائیوں اور یہودیوں سے جزیہ لیا۔ پھر جب اسلامی حکومت نے اس علاقے کو کسی وجہ سے خالی کرنا چاہا تو حضرت ابو عبیدہؓ کے حکم سے ان کو جزیہ واپس کر دیا کیونکہ انہوں نے وہ جزیہ ایک سال کی حفاظت کے لیے لیا تھا اور ابھی تک ایک سال مکمل نہیں ہوا تھا جب مسلمان وہاں سے نکلنے لگے تو وہاں کی خواتین اپنی جھولیاں پھیلا کر مسلمانوں سے واپسی کی دعائیں اور قیصر کے خلاف اپنی عوامی فوج سے اپنے شہر پناہ کا دفاع کیا(۵)۔ مگر جب وہاں دہشت گردوں کی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے محکوم لوگوں کے سروں پر اپنے دستر خوان سجائے، انہوں نے بوسینیا، مشرقی تیمور، عراق اور افغانستان کی انسانیت کو شہید کرنے کے لیے پورے کے پورے ملک پر بارود کی بارش کی۔

۸۔ اسلامی تہذیب کی سب سے بڑی خوبی مساوات ہے۔ اسلام رنگ و نسل، ذات بات اور چھوت چھات کے مسائل سے بالا تر ہو کر مساوات کا درس دیتا ہے، جس نے فقط ایکبار کلمہ پڑھ لیا وہ اس مساوات میں داخل ہو گیا۔ کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ امیر غریب اور بادشاہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ خلیفہ وقت نماز میں، بازار میں، کام کاج میں، سفر و حجر میں عام

مسلمانوں کی طرح رہتا ہے، اسلام عزت و عظمت کا معیار تقویٰ پر چھوڑتا ہے جو جتنا زیادہ متقی ہے۔ ایک غلام بھی اپنی ذاتی اوصاف کی بنا پر بڑے سے بڑے عہدے پر متمکن ہو سکتا ہے۔ بقول شاعر:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز۔۔۔۔۔۔۔نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

۹۔ اسلام کی زندگی رکھ رکھاؤ، شوخی و چنچل پن ظاہری نمود و نمائش، عیاشی، فضول خرچی اور تکلف کے امور سے روکتی ہے، اسلام تو اپنی زندگی میں سادگی کو اپنانے کا حکم دیتا ہے اور تاکید کرتا ہے کہ سادہ کھاؤ، سادہ پہنو اور جو مال بچ رہے اس کو نیک کاموں میں صرف کر دو، صاحب لوح و القلم ﷺ نے دولت کی فراوانی کو اُمت مسلمہ کے زوال کا سبب قرار فرمایا، کیونکہ دولت غرور، تکبر اور نخوت پیدا کرتی ہے۔

۱۰۔ اللہ کریم پاک صاف ہیں اور پاک چیزوں کو پسند فرماتے ہیں، ظاہری اور باطنی پاکیزگی لازم و ملزوم ہیں، اللہ تعالیٰ طہارت کے بارے میں یوں فرمایا:

" وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ "[1]

۴۔اور اپنے لباس کو پاک رکھیے ۵۔اور ناپاکی سے دور رہیے

یہ بات عیاں ہے کہ جب انسان کا لباس پاک ہو گا تو اس کا ذہن اور اس کا باطن بھی لا محالہ طور پر پاک ہو جائے گا، اسی لیے اللہ کریم نے اسلامی عبادات کی انجام دہی سے قبل وضو و طہارت کا حکم فرمایا ہے۔ ظاہری و باطنی صفائی پر اللہ کریم خوش ہوتے ہیں، پاکیزگی صرف لباس میں ہی نہیں ہوتی بلکہ اسلام تو ہر شے کی صفائی و ستھرائی اور پاکیزگی کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیتا ہے، اللہ کریم صفائی کے متن میں یوں فرماتے ہیں:

" أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ "[2]

تم دونوں میرے گھر کو طواف، اعتکاف کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

[1]۔المدثر: ۵،۴

[2]۔البقرۃ: ۱۲۵

وجہ باران کرم ﷺ نے بھی صفائی کا خصوصی طور سے اہتمام فرمایااور ساتھ ہی باور کرایا کہ صفائی نصف ایمان ہے۔اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے اور پاکیزہ چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔

۱۱۔ اسلام میانہ روی اور توازن پر قائم ہے۔امت مسلمہ کو امت واحدہ یاامت وسطہ کے نام سے یاد کیا گیا کیونکہ اس کی تعلیمات کا مرکزی نکتہ اعتدال ہے، یہ زندگی کے ہر میدان میں توازن کا حکم دیتا ہے، جب کوئی بھی شعبہ افراط کی حد کو چھونے لگتا ہے تو وہ بے حیائی کو ہوا دینے لگتا ہے اور یوں تباہی اس معاشرے کا مقدر بن جاتی ہے، بدر الدجیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں رات کے وقت آرام بھی کرتا ہوں اور اللہ کریم کی عبادت بھی کرتا ہوں گویا کہ عبادت بھی اتنی کی جائے جس سے انسان کی طبیعت پر بوجھ نہ بنے۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اس کو اللہ کریم نے پوری انسانیت کے لیے پسند فرمایا، اسلام تمام انسانیت کو عالمگیر لڑی میں پروتا ہے، قرآن کریم فرماتا ہے:

’’ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ‘‘[1]

مومنین تو بس آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۱۲۔ نورالہدیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب مومن آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں، جس طرح جسم کسی بھی اعضاء میں ہلکی سی تکلیف کی وجہ سے تڑپ اٹھتا ہے، یہی وہ جذبہ اخوت تھا جب کئی مسلمان سالار جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو یتیم بچوں کے غم کو صحابہ کرامؓ نے محسوس کیا، یہی وہ جذبہ تھا جب محمد بن قاسم ایک بہن کی عصمت کو بچانے کے لیے سندھ پر حملہ آور ہوا، اسی جذبے کو شاعر نے لفظوں کی زبان میں یوں ڈھالا:

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستان کا ہر پیرو جوان بیتاب ہو جائے

۱۳۔ اسلامی نظام زندگی کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ اس میں نیکیاں پھیلتی ہیں اور برائیاں سکڑتی ہیں اور پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب برائیاں ختم ہو جاتی ہیں، نیکیوں سے پیار کرنا، برائیوں سے بچنے کے لیے اللہ

[1]۔الحجرات:۱۰

کریم نے اس مذہب کو پسند فرمایا، اس لیے یہ امت خیر اُمت کے بلند خطاب سے نوازی گئی قرآن فرماتا ہے:

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ "[1]

اور (یاد رکھو) نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کیا کرو

دوسرے مقام پر اللہ کریم یوں فرماتے ہیں:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔[2]

اور تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو نیکی کی دعوت اور بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

۱۴۔ اسلامی تہذیب و تمدن میں اتنی جامع اور وسیع عالمگیریت موجود ہے کہ کوئی دوسری تہذیب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، یہاں رنگ و نسل کا امتیاز بے معنی ہے، اس کا نظام عدل اتنا منہ زور ہے کہ خلیفہ بھی اس کی دسترس سے بھاگ نہیں سکتا کیونکہ یہاں انسان کے ضمیروں کو ان کا محافظ بنا کر کھڑا کیا جاتا ہے۔

۱۵۔ اسلامی تہذیب کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہ تہذیب جامد نہیں بلکہ یہ وقت کے ساتھ ساتھ خود بخود ڈھل جاتی ہے مگر اس کے اصول دنیا کے ہر خطے میں ایک جیسے ہی رہتے ہیں، اس میں اجتہاد کی مدد سے ہر مکتب فکر کی ضروریات زندگی و بندگی پوری کرنے کا زبردست مواد موجود ہے، اس لیے اس تہذیب کو ایک انقلابی و اصلاحی تہذیب کہا جا سکتا ہے جبکہ دوسری تہذیبوں میں ایسا کرنے کی بالکل سکت نہیں۔

۱۶۔ اسلام کی عالمگیر تہذیب کی سب سے بڑی خوبی اس کا عدل ہے، اللہ کریم نے قرآن کریم میں عدل پر بہت زیادہ زور دیا، احمد مختار ﷺ نے فرمایا کہ ایک معاشرہ جہالت میں تو قائم رہ سکتا ہے مگر

[1]۔ المائدہ۔: ۲

[2]۔ آل عمران ۱۰۴

عدل سے انحراف اس معاشرے کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔اسلام کے پرستاروں نے بے لاگ عدل کیا تو ان کے گھوڑے کے سامنے پانیوں کی طغیانیاں بھی مات پا گئیں مگر جب انہوں نے عدل کو چھوڑا اور خرافات زمانہ کو اپنایا تو ان کی صفیں منہدم ہو گئیں۔

۱۷۔ اسلام مذہبی رواداری کا حکم دیتا ہے یہ اپنے ماننے والوں کو اس بات کے قابل بناتا کہ وہ کسی بھی مذہب کے خلاف دل میں نفرت نہ رکھیں بلکہ اسلام تو اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک اس کے ماننے والا سابقہ نبیوں اور ان کی کتابوں پر ایمان نہ لے آئے۔قرآن کریم فرماتا ہے:

مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ[1]

کوئی اللہ، روز قیامت، فرشتوں، کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے

۱۸۔ اسلام کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ اس نے کبھی کسی کو زبردستی اسلام لانے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ معاملہ ان پر چھوڑ دیا کہ وہ اسلام قبول کریں یا جذیہ دیں۔

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ[2]

دین میں کوئی جبر و اکراہ نہیں۔

۱۹۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو مکمل طور پر مذہبی آزادی دی، اسلامی ریاست میں ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا حکم دیا۔ایسی روشن خیالی و اعتدال پسندی صرف اسلام میں ہی موجود ہے جبکہ دوسری تہذیبیں تو دوسرے مذہب کے لوگوں کو ختم کرتی ہیں۔

۲۰۔ اسلامی تہذیب غلامی کو ناپسند کرتی ہے۔اللہ کریم نے غلام خرید کر آزاد کرنے کا بڑا اجر و ثواب رکھا ہے، جب اللہ کریم کا حکم غلاموں کی آزادی کے بارے میں نازل ہوا تو صحابہ کرامؓ نے بے شمار غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا ایسا کرنے والوں کو قرآن کریم نے یوں خراج تحسین عطا فرمایا:

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿١١﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾[3]

مگر اس نے اس گھاٹی میں قدم ہی نہیں رکھا اور آپ کو کس چیز نے بتایا کہ یہ گھاٹی کیا ہے؟

---

[1]۔البقرہ: ۱۷۷

[2]۔البقرہ: ۲۵۶

[3]۔البلد: ۱۲،۱۱

۲۱۔ مونس آدم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے برے لوگ وہ ہیں جو انسانوں کی خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں۔ خلیفہ نے اپنے ایک گورنر کو لکھا تھا کہ تم نے اپنی رعایا کو کب سے غلام بنالیا ہے جبکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد پیدا فرمایا ہے، یہ تہذیب آزادی کو پسند کرتی ہے اور اپنی حکومت میں محکوموں کی آزادی کا اہتمام کرتی ہے۔

۲۲۔ اسلامی تہذیب کا سرچشمہ ہدائیت قرآن کریم ہے اور اس کی بنیاد اسی پر ہے اور یوں یہ ایک عالم گیر تہذیب ہے۔اس کا مشن ہر انسان کی فلاح و بہبود ہے کیونکہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔بقول قرآن:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا[۱]

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا پھر تمہیں قومیں اور قبیلے بنادیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

اللہ کریم نے تمام انسانوں کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا ہے ان کی پہچان کے لیے ان کے قبیلے اور گروہ تشکیل دلوائے ہیں۔ اگر ہم اسی بات کو ہندو مذہب میں دیکھیں تو ہم یہ سمجھ کر حیران رہ جائیں گے کہ وہاں ایک دوسرے کو پلید کہا جاتا ہے، ان کے اپنے مذہب کا شودر کسی دوسرے برہمن کے برتن کو ہاتھ نہیں لگا سکتا، اس طرح کی نفرت عیسائیوں میں بھی موجود ہے وہ حضرت مسیحؑ کو آخری نبی مانتے ہیں جبکہ آپؑ نے خود فرمایا تھا کہ میں تو نبی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔[۲]

۲۳۔ اسی طرح یہودی بھی خود کو افضل تصور کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو خدا کا بیٹا تصور کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں سے نفرت کرتے ہیں جبکہ اللہ کریم نے فرمایا کہ کوئی اللہ سے جنم نہیں پایا اور نہ ہی اللہ نے کسی سے جنم لیا۔ ہندو، عیسائی، یہودی اور دیگر مذاہب باطلہ عالمگیریت نہیں رکھتے جبکہ اسلام ایک عالمگیر تہذیب کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

---

[۱]۔ الحجرات: ۱۳

[۲]۔ کتاب متی برناباس۔ ۵۱۔ ۴۲

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ[1]

اور حالانکہ یہ (قرآن) عالمین کے لیے فقط نصیحت ہے۔

۲۴۔ نبی اکرم ﷺ کا لقب رحمت العالمین تھا، رب کریم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گویا آپ ﷺ ایک عالمگیر نبی تھے اور سرور کائینات ﷺ کی فراہم کردہ تہذیب بھی ایک عالمگیر تہذیب ہے۔

آپ ﷺ کی عالمگیر رسالت

صاحب آیات ﷺ کی رسالت و نبوت صرف مسلمانوں اور اہل عرب کے لیے نہ تھی بلکہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت عالمگیر رسالت تھی، آپ ﷺ تمام دنیا کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے دائرہ رسالت میں انسان کیا چرند پرند، شجر و حجر سب شامل تھے۔ قرآن فرماتا ہے:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا[2]

کہدیجئے: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔

سید الصفاء امام الانبیاء ﷺ کے اخلاق بہت بلند تھے سید العرب و عجم ﷺ کا کردار انسانیت کی معراج پر تھا، اس لیے اللہ کریم نے شمس الضحیٰ ﷺ کو تمام انسانوں کی طرف بھیجا اور سید البشر ﷺ کی رسالت کے دائرے صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ سارے حیوانات، جمادات، بناتات، انسان، جن، فرشتہ، زمین وآسمان، دریا اور سمندر وغیرہ شامل ہیں۔ قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ[3]

---

[1]۔ القلم: ۵۲

[2]۔ الاعرف: ۱۵۸

[3]۔ المائدہ: ۶۷

اے رسول ! جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا۔

آفتابِ ھدیٰ ﷺ کا پیغام تمام ذی روح مخلوق کے لیے ہدائت کا سر چشمہ ہے۔اللہ کریم نے باقی تمام انبیا کرام کو صرف ایک مخصوص قوم کی طرف بھیجا، مثلاً حضرت نوحؑ کے بارے میں قرآن کریم یوں فرماتا ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ[1]

ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔

جب کفار نے تاجدار مکی ﷺ کی نبوت کی عالمگیریت پر اعتراض کیا تو اللہ کریم نے ان کی بیخ کنی یوں فرمائی، بقول قرآن شریف:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا[2]

ور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے فقط بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

خاصہ کردگار ﷺ کی رسالت کا پیغام دھیرے دھیرے پہلے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں سے شروع ہوا جب ان رشتہ میں سے جاںنثاروں کی ایک کھیپ تیار ہو گئی تو اللہ کریم سے حکم شمع رسالت کی روشنی ہر سو پھیل گئی اس طرح رب کریم نے یوں فرمایا:

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا[3]

پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجا۔

جب مقصود کائنات ﷺ کی نبوت و رسالت عالمگیر تھی تو مقصد حیات ﷺ نے جس معاشرے کی بنیاد رکھی وہ معاشرہ بھی تمام دنیا کے لیے راہنما اصول مرتب کرتا ہے یعنی اصل کائنات ﷺ کی رسالت میں عالمگیر تہذیب کا تصور موجود ہے۔(استفادہ۔ اللہ کے نبی ﷺ قرآن کریم کی نظر میں)

---

[1]۔ نوح: ۱

[2]۔ سبا: ۲۷

[3]۔ شوری: ۴۸

اسلامی تہذیب کی تشکیل کے عناصر

۱۔ اس امر کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مذہب اسلام اپنے نظریات و عقائد دوسروں پر زبردستی ٹھونسنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اللہ تبارک و تعالی نے نیکی اور بدی دونوں ہی انسان کو دکھادیں اور اس کے بعد اس پر چھوڑ دیا کہ وہ جو راہ چاہے اختیار کرلے، حکم ہے: ہدیناہ النجدین۔ اما شاکرا و اما کفورا''ہم نے انسان کو دونوں راہیں سمجھادیں، پس چاہے تو شکر کرتے ہوئے نیکی کی راہ اختیار کرے اور چاہے تو ناشکری کرتے ہوئے بدی کی راہ اختیار کرے، دوسرے مقام پر فرمایا:

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ[1]

اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام اہل زمین ایمان لے آتے، پھر کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کر سکتے ہیں؟

ان احکامات کی روشنی میں یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلامی تہذیب محض فرد واحد کے لیے نہیں بلکہ یہ تو پوری مخلوق کے لیے ہے۔

۲۔ آپ ﷺ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا[2]

ہم نے آپ کو ان کا نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجا۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ[3]

اور ہم پر تو فقط واضح طور پر پیغام پہنچانا (فرض) ہے اور بس۔

اور مسلمانوں کو بھی یہی حکم ہے کہ وہ وسعت ظرفی اور رواداری کی مثال پیش کریں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

---

[1]۔ یونس: ۹۹

[2]۔ النساء: ۸۰

[3]۔ الجاثیہ: ۱۷

قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ[1]

ایمان والوں سے کہہ دیجئے: جو لوگ ایام اللہ پر عقیدہ نہیں رکھتے ان سے در گزر کریں تاکہ اللہ خود اس قوم کو اس کے کیے کا بدلہ دے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ[2]

گالی مت دو ان کو جن کو یہ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں مبادا وہ عداوت اور نادانی میں اللہ کو برا کہنے لگیں۔

سرور کونین ﷺ کو کسی انسان نے نفرت نہ تھی بلکہ فخر کون و مکان ﷺ کو ہر انسان سے محبت تھی۔

عمل سے اپنے سکھلا یا زمانے کو عمل کرنا۔۔۔۔۔انہیںؐ کے فیض سے دنیا نے دورِ بے خزاں دیکھا۔

۳۔ جب دلبر رحمٰن ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ ہجرت فرما کر آئے تو یہاں مشرکین مکہ سے زیادہ سر گرم دشمن یہود و نصاریٰ کا سامنا کرنا پڑا، یہ بد زبان، بد عہد اور غلط تعلیمات پر یقین رکھتے تھے، وہ اسلام کے بد ترین مخالف ہیں، لیکن آپ ﷺ ان کی طرف بھی صلح و سلام کا ہاتھ بڑھایا، ان سے معاہدہ کیا۔ اس معاہدہ میں عقائد کے اختلافات کو اہمیت نہیں دی جاتی، جتنی امن و آشتی کے ساتھ مل جل کر رہنے کو دی گئی، یہود یثرب کے ساتھ شاہ رسولاں ﷺ کا جو معاہدہ ہوا وہ مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی تہذیب اور تمدن کے بالکل عین مطابق تھا، معاہدے میں کہا گیا کہ خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا ہے وہ قائم رہے گا، یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل ہو گی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے، فریقین میں سے جب کسی کو تیسرے فریق سے جنگ پیش آئے تو دونوں مل کر اس کا دفاع کریں گے، کوئی فریق قریش کو امان نہ دے گا، جب کوئی بیرونی طاقت مدینہ پر حملہ کرے گی تو دونوں ایک ساتھ اس کا جوب دینگے۔ یہ تھی اسلام کی عالمگیر تہذیب کی پہلی اینٹ۔ (اسلام امن و سلامتی کا درس دیتا ہے۔)

---

[1]۔ الجاثیہ: ۱۴

[2]۔ الانعام: ۱۰۸

۴۔ ہادی عالم ﷺ نے نجران کے عیسائیوں سے اس وقت معاہدہ کیا جب مسلمانوں کے ہاتھ میں اقتدار و حکومت تھی، مخالف روپوش ہو چکے تھے، کامیابی و کامرانی یقینی تھی، فتوحات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا، ایسے ہی مواقع پر ظلم کا دروازہ کھلتا ہے، طاقتور کمزور کو کچل دیتا ہے لیکن خیر الانام ﷺ آزادی فکر و خیال کا چارٹر ان الفاظ میں عطا کرتے ہیں۔

> ''سب کو خدا اور خیر الناس ﷺ کی حفاظت حاصل ہوگی، گرجا کے چھوٹے بڑے عہدے داروں میں سے کسی کو بدلا نہ جائے گا، کسی کے حق میں یا اختیارات میں مداخلت نہ کی جائے گی، ان کی موجودہ حالت میں تغیر نہ ہوگا بشرطیکہ رعایا کے خیر خواہ اور خیر اندیش رہے، نہ ظالم کا ساتھ دیں اور نہ ظلم کریں''۔(اسلام امن و سلامتی کا درس دیتا ہے)۔

۵۔ یہود کا شمار اسلام کے بدترین دشمنوں میں ہوتا ہے، انہوں نے طے کر لیا تھا کہ جس طرح بھی ہو، اسلام کو نہ پنپنے دینگے اور داعی اسلام ﷺ کی آواز لوگوں کے کانوں تک نہ پہنچنے دیں لیکن ان کے اس گھٹیا طرز عمل کے باوجود بشیر و نذیر ﷺ کا برتاؤ اور معاملہ ان کے ساتھ رفیق کا تھا چنانچہ صاحب کوثر ﷺ نے جب اپنے دشمنوں پر قابو پا لیا تو اپنی رحمت کے دروازے وا کر دئے اور سب کو معاف فرما دیا۔

۶۔ مذہبی تعصب کو ختم کرنے میں سب سے زیادہ اہم کردار شافعی دوعالم ﷺ نے ادا فرمایا۔ حبیب خدا ﷺ نے اللہ کریم کی طرف سے نازل کردہ تمام پیغام من و عن عمل کے پیرایے میں لوگوں کے سامنے پیش کیے اور واضح فرمایا کہ سابقہ انبیاء کرام والہامی کتب و صحائف جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں وہ تمام قابل صد تکریم اور معزز ہستیاں ہیں، غیر اسلامی مذاہب اس طرح کے امور پر یقین نہیں رکھتے بلکہ ان کے نزدیک تو ان کا مذہب ہی معزز و محترم ہے۔ قرآن پاک ان کی یوں بیخ کنی فرماتا ہے:

لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ، يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ[1]

سب برابر نہیں ہیں، اہل کتاب میں کچھ (لوگ) ایسے بھی ہیں جو (حکم خدا پر) قائم ہیں، رات کے وقت آیات خدا کی تلاوت کرتے ہیں اور سر بسجود ہوتے ہیں۔ وہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے، نیک کاموں کا حکم دیتے، برائیوں سے روکتے اور بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی صالح لوگوں میں سے ہیں۔

مذہبی تعصب کے خاتمے میں گوہر فشاں ﷺ نے انتہائی اہم اقدامات اٹھائے اور مواخات مدینہ اس سلسلے کی ایک کڑی تھی جس میں اعلی نسل کے قبائل کے افراد کو غریب و مفلس مسلمان مہاجرین کا بھائی بنادیا۔

۷۔ اسلام دوسروں تک اپنے مذہب و نظریات کو صحیح صحیح پہنچاتا ہے لیکن انہیں قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا، اس سے مراد ہر گز یہ نہیں کہ مخالفینِ اسلام کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھائی جائیں اور اپنی راز کی محفلوں اور مجلسوں میں انہیں شامل کر لیا جائے، کیونکہ کفار سے قلبی دوستی حرام ہے، کیونکہ کفر واسلام اکٹھے نہیں ہو سکتے بلکہ اس سے کفر الٹا ناجائز فائدہ اٹھائے گا اور تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے گا۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ[2]

تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب ان سب نے اپنی قوم سے کہا: ہم تم سے اور اللہ کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو ان سب سے بیزار ہیں، ہم نے تمہارے نظریات کا انکار کیا اور ہمارے اور تمہارے

[1] آل عمران: ۱۱۴، ۱۱۳

[2] الممتحنہ: ۴

درمیان ہمیشہ کے لیے بغض وعداوت ظاہر ہو گی جب تک کہ تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ۔

اسلامی تہذیب دوسری تہذیبوں سے وسعت ظرفی سے پیش آنے کا درس دیتا ہے مگر اس حد تک بھی نہیں کہ ان کو رازدار بنالیا جائے۔

اسلامی تہذیب وتمدن کے لازوال واقعات تعلیمات نبی ﷺ کی روشنی میں

سرور کائنات ﷺ کے ہاں تہذیب وتمدن و ثقافت و معاشرت کے لازوال کارنامے، بے لاگ عدل وانصاف کے کٹھہرے، علمی سرگرمیوں کے مرکز، دین ابراہیمی کی فکر گاہ، اشاعت حکم الہی کا محور، تربیت کا میدان، سپہ سالار کا قیادت، صلح جوئی کا اسلحہ اور بھائی چارے کے ہتھیار موجود تھے مگر پھر بھی طاقت ہونے کے باوجود قیدی کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جارہا ہے۔ یہاں حضرت بلالؓ جیسے شخص کو بھی آقا کے خطاب سے نوازا جاتا ہے جنہوں نے اسلامی تہذیب و ثقافت کی طرح ڈالی۔ اسلامی تہذیب میں حکومت وسلطنت، فقیری، درویشی، گوشہ نشینی واعتکاف موجود ہے، یہاں جہاد کی رغبت اور فتنہ سے بچنے کی تعلیم دی جاتی ہے، یہاں معرفت کی خانقاہیں، فوجداری، دیوانی مقدمات کی عدالتیں، بے تکلف احباب کی پر وقار محفلیں، چل کر تبلیغ بھی، بیٹھ کر اشاعت اسلام کے کام بھی ہوتے ہیں، یہاں مسلمان کی تربیت بھی مقصود اور غیر مسلم کو دعوت بھی مطلوب ہے، ایسا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی کسی غیر مذہب کے پجاری کے ساتھ زیادتی کا کوئی بھی واقعہ پیش نہ آیا۔

فتح مکہ اور اسلامی تہذیب وتمدن کی تشکیل کی تکمیل

اللہ کریم نے نگہبان آدمیت ﷺ پر اپنا خصوصی کرم کیا اور جو لوگ ابلغ الناس ﷺ اور اہل اسلام کے دشمن تھے ان پر اہل اسلام کو فتح دی، حضور اکرم ﷺ شکرانے کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ حرم کعبہ میں اس وقت ہزاروں کا مجمع تھا۔ قریش مکہ سر جھکائے، نگاہیں نیچی کیے سہمے ہوئے کھڑے ہیں یہ سب ظالم لوگ تھے ان کے جرم میں اگر ان کو قتل کر دیا جاتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ تمام مجرموں کے سر جھکے ہوئے ہیں۔ تمام جانی دشمن کانپ رہے ہیں اتنے میں رحمت عالم ﷺ حمد و ثناء سے فارغ ہوئے اور اللہ کریم کی عدالت میں کھڑے مجرمین کی طرف آئے جن کا ظلم بہت زیادہ تھا، رحمت العالمین ﷺ نے ان مجرموں پر ایک نگاہ ڈالی اور پوچھا! اے لوگو! تم مجھ سے کس سلوک

کی توقع رکھتے ہو؟''جواب ملا آپ ﷺ ایک شریف بھائی ہیں اور ایک کریم النفس بھتیجے ہیں'' اللہ کی رحمت ﷺ جوش میں آئی جس نے تمام اہل مکہ کے گناہوں کو اپنی کملی میں لپیٹ لیا اور فرمایا:

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ [1]

یوسف نے کہا: آج تم پر کوئی عتاب نہیں ہوگا، اللہ تمہیں معاف کر دے گا اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اذهبوا و انتم الطلقاء

چلے جاؤ......، تم آزاد ہو......

اسلامی تہذیب و تمدن اور عورت

آج اہل مغرب اور مغرب پسند انسان، اسلام کی عورتوں کے بارے میں تہذیب و ثقافت پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام عورت پر تشدد کرتا ہے، اسے چار دیواری میں قید رکھنا پسند کرتا ہے۔ آزادانہ مردوں کے ملاپ سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے، عورت کو حق طلاق نہیں دیتا، عورت کو مالِ وراثت میں سے مرد سے نصف حصہ دیتا ہے، یہ سب عورت ذات پر ظلم ہے، اس کی خواہشات کا قتل ہے، اس کی فطری آزادی کا سلب ہے اور ملکی پسماندگی کا سبب ہے۔ جبکہ اسلام کا حکم اس طرح ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا [2]

اے نبی! اپنی ازواج اور اپنی بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہدیجئے: وہ اپنی چادریں تھوڑی نیچی کر لیا کریں، یہ امر ان کی شناخت کے لیے (احتیاط کے) قریب تر ہو گا پھر کوئی انہیں اذیت نہ دے گا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔

[1] یوسف: ۹۲

[2] الاحزاب: ۵۹

اسلامی تہذیب میں عورت کو چار روپ حاصل ہیں اگر وہ ماں ہے تو جنت اس کے قدموں میں رکھ دی، اگر وہ بہن تو بھائی کا فخر ہے اگر بیوی ہے تو گھر بھر کی راحت اس کے وجود میں ہے اور اگر وہ بیٹی ہے تو اس کی پرورش پر جنت کی بشارت ہے، اسلامی تہذیب میں ہر لحاظ سے عورت کو وہ مقام حاصل ہے جس کی وہ مستحق ہے۔ جبکہ باطل تہذیب کے پروردہ عورت کی آزادی مانگتے ہیں، وہ عورت کا ڈوپٹہ چھین کر گھر سے باہر لانا چاہتے ہیں اور یوں ان کی آواز پر اسلام سے بے زار عورتوں نے لبیک کہا اور اپنی نسوانیت کو رخصت کر دیا، آپ اسلام سے بیزار ان خواتین کو اپنے شہر کے بازار میں دن ڈھلے دیکھ سکتے ہیں، ان کی ایک جھلک غیرت اسلامی کا قتل ہے کہ نوجوان لڑکیوں نے اس قسم کا تنگ لباس پہن رکھا ہوتا ہے کہ جسم کا ہر حصہ مستور رہنے کے باوجود عریاں ہوتا ہے، کسی زمانہ میں مسلمان اس قدر باغیرت تھے کہ وہ اپنی مستورات پر غیر محرم کی نگاہ بھی نہیں پڑنے دیتے تھے لیکن برا ہو، اس مغربی تہذیب کا جس نے ہمارے مردوں کو غیرت اور عورتوں کو حیاء وحجاب سے محروم کر دیا ہے۔

اسلامی سزائیں تہذیب و تمدن کی آئینہ دار ہیں

اسلام میں سزاؤں کا مقصد انسان کو ایذا پہنچانا نہیں ہے بلکہ اسلامی تہذیب پر لوگوں کو کاربند کرنا ہوتا ہے۔ زنا معاشرے میں سب سے سخت اور گھمبیر بیماری ہے اسلامی تہذیب کو بچانے کے لیے اس کی حوصلہ شکنی لازم ہے۔ اسلامی معاشرہ میں بدکاری و بے حیائی کو سخت ناپسند کرتا ہے۔

موجودہ دور میں اسلامی اور غیر اسلامی تہذیبوں کے تمدن کا تقابلی جائزہ

اسلامی تہذیب و تمدن میں بہادری، سچائی، رواداری، مہمان نوازی، بزرگوں کی عزت، چھوٹوں سے شفقت، عورتوں کا احترام اور دین سے بے پناہ لگاؤ شامل ہے جبکہ دوسری تہذیبوں میں یہ خصوصیات خال خال ہی نظر آتی ہیں، اسلامی تہذیب و تمدن میں پردہ، داڑھی، مشترکہ خاندانی نظام، معاشرتی و علاقائی رواج شامل ہیں، جب کہ دوسری تہذیبوں میں یہ چیزیں ناپید ہیں۔ اسلامی تہذیب و تمدن میں مرد و خواتین اپنے وقار و لباس اور رکھ رکھاؤ کا بڑا اہتمام کرتے ہیں جبکہ دوسری تہذیبوں میں ان چیزوں کا اتنا لحاظ نہیں رکھا جاتا، اسلامی تہذیب میں اولاد والدین کی زندگی ختم ہونے تک ان کے تابع اور ان کی مالی اعانت کی محتاج ہے، لیکن دوسری تہذیبوں میں ایک مقررہ مدت کے بعد والدین اولاد کو نہیں پوچھ سکتے اور نہ بعد میں اولاد والدین کو پوچھتی ہے بلکہ جب بڑھاپے میں بزرگوں کو سہارے

کی ضرورت ہوتی ہے تو جدید تہذیب پرستار ان کو اولڈ ہاؤسز میں چھوڑ دیتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں ان کو گھر کے سردار کا رتبہ حاصل ہوتا ہے اور ہر کام میں ان کا مشورہ لازمی لیا جاتا ہے اور یہ تکریم انسانیت اور شرف آدمیت ہے۔ دور حاضر میں اسلامی ممالک میں عدل وانصاف پر وہ توجہ دیکھنے میں نہیں ملتی جتنی کہ دیگر غیر اسلامی ممالک میں ملتی ہے۔

مغرب کی مادی ترقی کی چکاچوند نے کمزور دل مسلمانوں کی تہذیب کو بہت حد تک مجروح کیا، آج مسلمان ان کی نقالی میں اپنی تمام روایات اور تہذیب و ثقافت کو داؤ پر لگانے کے لیے ہمہ تن مصروف ہیں۔ مغرب نے قرآن کا مطالعہ کرکے تعلیم پر بھرپور توجہ دی کیونکہ انہوں نے اس رمز کو پہچان لیا کہ جس امر پر خود باری تعالیٰ زور دے رہے ہیں وہ کتنا عظیم ہوگا، ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ غزوہ بدر میں شافعی عالم ﷺ نے قیدیوں کو مال کی بجائے اپنے بچوں کو تعلیم دینے پر ان کی خلاصی کا حکم دے دیا تھا اس لیے انہوں نے تعلیم پر خصوصی توجہ دی اور اس تعلیم کے لیے انہوں نے اپنی مادری زبان کو رواج دیا اور مسلمانوں نے اپنی تہذیب، اپنا تمدن اور اخلاقیات اور اپنی روایات کو پس پشت ڈال کر انگریزی سیکھنے کو اپنی اصل منزل گردانا اور یوں نہ ان کی تہذیب رہی اور ان کا تمدن رہا۔ اب ہر مسلمان پونا انگریز بننے کے چکر میں محو گردش نظر آتا ہے۔

اسلامی تہذیب میں داڑھی کا رواج عام تھا جس کو ہم سنتِ رسول ﷺ سے منسوب کرتے ہیں جبکہ انگریزوں نے شیو کا رواج ڈالا گویا کہ بالوں کی تراش خراش اور سٹائل کو رواج دیا لوگوں کو تفریح مہیا کرنے کے نام پر ریڈیو، ٹیلی وی اور وی سی آر کو عام کرکے اخلاقی باختگی کا اہتمام کیا، اسلامی ثقافت میں حاکم اور محکوم ایک ساتھ ایک چٹائی پر بیٹھتے ہیں اور حاکم کی زندگی محاسبہ کرنے والوں کے لیے ہر وقت ایک کھلی کتاب کی مانند ہر خاص وعام کے لیے موجود ہے جبکہ باطل پرستوں کے پاس محکوم کے تیز اور سچے سوالوں کا جواب دینے کے لیے حوصلہ نہیں ہوتا کیونکہ ان کا مشن تو دولت سمیٹنا اور عیاشی کرکے محکوم کی زندگی کا قافیہ تنگ کرنا ہوتا ہے۔ اسلام اس طرح کے نظاموں کی نفی کرتا ہے۔

عالمگیر تہذیب کی تباہی کے اسباب

عالم انسانیت کو امن و سکون و بھائی چارے کا گہوارہ بنانے کا عظیم ترین مقصد لانے والے آپ ﷺ نے معاشرے کے قیام کے اساسی مرحلوں میں خود کن جان گسل مراحل اور مشکلات و

مصائب کا سامنا کیا، آپ ﷺ نے معاشرے میں حکم خداوندی کی بجاآوری میں سب کچھ برداشت کیا، انسانی معاشرے میں بگاڑ غیر اللہ کے پجاریوں کی ہٹ دھرمی اور دولت واقتدار کی ہوس نے پیدا کیا، دولت کی گردش چند ہاتھوں میں ہونے کے سبب امیر و غریب کا فرق نمایاں تر ہو جاتا ہے ایک طبقہ عیش و عشرت میں مشغول دوسرا پیٹ پر پتھر باندھنے پر مجبور، اسی منحوس شے نے قوم پرستی اور فرقہ بندی کے رواج کو عام کر ڈالا۔ اسلام نے حکم دیا کسی عربی کو عجمی پر، کالے کو گورے پر، امیر کو غریب پر کوئی سبقت نہیں! لیکن ایرنیوں کو اپنے گورے رنگ پر اتنا ناز کہ ہمیں کوا کہتے ہیں عرب اپنی زبان پر اتنا گھمنڈ کرتے ہیں کہ غیر عرب کو عجمی (گونگا) تصور کرتے ہیں اہل مغرب کو اپنی ذہانت، فطانت اور دولت پر اتنا غرور کہ مشرقی لوگوں کو پاگل خیال کرتے ہیں جبکہ اسلامی تہذیب میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

باطل تہذیبوں کے پروردہ دیگر مذاہب کے ساتھ غیر مساویانہ رویہ اور ظلم و ستم کا سلوک روا رکھتے ہیں ان کے مفعول مظلوم بغاوت کے موجد ٹھہرتے ہیں اور یوں معاشرے میں تہذیب کا توازن بگڑ جاتا ہے، بھائی چارے کی فضا آلودہ ہوتی ہے اور عالمی دہشت گرد فلاحی تہذیب و تمدن کو اٹھا کر دجلہ کی لہروں کی نظر کر کے معاشرتی امن و سکون کے بخیے ادھیڑ دیتے ہیں، عہد نبوی ﷺ کے آغاز سے اول مختلف مذاہب کے پیروکار مذہبی تعصب اور فرقہ پرستی کے رجحانات میں غرق تھے، مخالفت عروج پر تھی، مخالف فرقے کو قطعاً غلط تصور کیا جاتا تھا۔ رومی حکمران قسطنطین کا حکم تھا کہ جو یہودی مذہب چھوڑ کر عیسائی مذہب میں داخل ہو گا اسے زندہ جلا دیا جائے گا۔ آریوسی، اثنا ثاثیوثی نے فرقہ واریت کو عروج دیا اور نجران نے عیسائیوں کو خندق میں جلایا۔ ہندووں نے شودروں پر ظلم تمام کیے ان کی پیروی کرتے ہوئے مسلمانوں نے بھی شیعہ، سنی، وہابی، دیوبندی اور بریلوی کہلوانے میں فخر محسوس کیا اور یوں اسلامی تہذیب و تمدن سے روگردانی نے بھی اسلامی تہذیب کی عالمگیریت پر سخت وار کیے۔

تبصرہ

جب اسلام جزیرہ نما عرب کا مذہب بن گیا تو مختلف قبائل میں نسلوں سے چلی آنے والی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا۔ تاریخ میں پہلی عربوں نے سکھ کا سانس لیا، طلوع اسلام سے قبل عربوں کی بہت بری حالت

تھی، زناکاری، فحاشی وبدکاری عام تھی ایک آدمی ایک وقت میں لاتعداد بیویاں رکھ سکتا تھا، عورتوں کا مقام بہت ہی برا تھا، غریبوں کو جانوروں کی طرح فروخت کیا جاتا تھا۔ مگر جونہی خیر البشر ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو جاہل عربوں کی خصلتوں کو بدل کر رکھ دیا۔ خاتم الا نبیین ﷺ نے تمام قبائل کو متحد کیا قبائلی جنگوں و بدامنی کو روکا اور پیشین گوئی فرمائی کہ ایک وقت آئے گا جب ایک عورت صنعاء سے تن تنہا مدینہ منورہ تک کا سفر کرے گی۔ آپ ﷺ نے غلامی کی جڑیں کاٹ دیں عورتوں کو قابل صد تکریم مقام عطا کیا۔

خاتم الا نبیین ﷺ وہ پہلے انسان تھے جنہوں نے سماجی اونچ نیچ کو ختم کیا، ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ[1]

تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک یقیناوہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

کا درس دیا، سماج کے فرسودہ بندھنوں کو توڑ کر ایک عالمگیر تہذیب کو متعارف فرمایا۔ خاتم النبیین ﷺ نے لوگوں کو دولت، ذات پات، رنگ و نسل، کالے گورے اور حسب و نسب کی بندشوں سے آزاد کیا اور یہ اعلان فرمایا کہ اسلام تمہارے چہروں، اجسام اور قبیلوں کو نہیں دیکھتا بلکہ یہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ سیاسی اعتبار سے خاتم النبیین ﷺ نے لوگوں کو مساوی حقوق عطا فرمائے۔ محسن انسانیت ﷺ نے دنیا کو فطری اصولوں پر مبنی انسانی قوانین کا نظام عطا کیا۔ خاتم الا نبیین ﷺ کا انسانیت پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس دنیا کو ایک ایسا انقلاب انگیز، حیات بخش عہد آفرین اور معجزہ نما تہذیب کا مالک بنایا۔ خاتم النبیین ﷺ کی عطا کردہ تہذیب نے انسان کو قوم، برادری، ذات، اعلی وادنی طبقوں، طبقاتی تفریق جس میں عبد و معبود کا فرق تھا ختم فرمایا۔ خاتم النبیین ﷺ کی نگاہ میں اعلی وادنی سب ایک تھے، خاتم النبیین ﷺ اپنے غلام کے ساتھ ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے اور ایک ہی سواری پر تشریف فرما ہوتے۔

خاتم النبیین ﷺ نے کبھی کسی کے حق میں بد دعا نہ فرمائی اور نہ ہی کسی کمزور پر ہاتھ اٹھایا۔ اصبر الصابرین ﷺ کے جیالے جس طرح منہ موڑتے الہامی طاقتیں ان کا استقبال کرتیں۔ غزوہ بدر میں

[1]۔ الحجرات: ۱۳

اللہ کریم نے اپنے بندوں کی مدد کی اور باطل کو رسوائی سے ہمکنار کیا ایسی حالت میں خاتم النبیین ﷺ کے پاس اپنے جانی دشمنوں کے ستر کے قریب قیدی تھے مگر خاتم النبیین ﷺ نے ان سے اپنی شان کے شایاں ک سلوک کیا۔ اسی غزوے میں آپ ﷺ کے دست مبارک سے ایک مومن کو ضرب لگتی ہے تو فوراً اس کا بدلہ دینے کے لیے اپنے شکم شریف سے کپڑا ہٹا دیا، جب حضرت شیماؓ قیدی بن کرہ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئیں تو آپ ﷺ تلملا اُٹھے اور اس کے بیٹھنے کے لیے اپنی کملی بچھا دی اور جب حاتم طائی کی بیٹی قیدی بنی تو اس کے ساتھ بھی وہی سلوک فرمایا جو اپنی رضائی بہن کے ساتھ کیا تھا۔ اس وقت جنیوا کنونشن موجود نہیں تھا۔ آپ ﷺ کے دیوانوں نے پوری دنیا میں امن و سکون کا علم لہرایا اور عدل و مساوات کی تہذیب کو اس طرح عام کیا کہ ایک خلیفہ وقت ایک علاقے چارج لینے جاتے ہیں تو غلام سواری پر ہوتا ہے اور خلیفہ اس کی مہار تھامے ہوئے عالمی تہذیب کو قابل عمل بناتے ہوئے یہ پیغام دیتے ہیں کہ سب انسان برابر ہیں، حضرت علیؓ خلیفہ ہونے کے باوجود ایک یہودی کے باغ میں محنت مزدوری کر کے اپنا رزق کماتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ مسلمانوں کو خواہ کیسی ہی ابتلاو آزمائش کی گھڑیوں کا سامنا کرنا پڑا ہو ہمیشہ ثابت قدم رہے اور اپنی عالمگیر تہذیب پر حرف نہ آنے دیا۔

آج بھی اگر ہم اسلام، اسلامی تہذیب کو اپنالیں۔ اسلام پر کیچڑ اچھالنے کے بجائے پورا عالم اسلامی دروس عالیہ یعنی محبت واخوت و ہمدردی کے سنگ میل عبور کرتے جائیں اور جور و ستم کے سنگ گراں کو آہنی قدموں تلے روند ڈالیں تو یہ ریگ زار بھی خاکی جنت کدہ بن جائیگا۔ آج بھی دریائے نیل مسلمانوں کے خط سے طغیانیاں بکھیر نا چاہتا ہے کیونکہ رحمت العالمین ﷺ نے جس عالمگیر تہذیب کا تصور پیش کیا تھا اسی میں دنیا کی بھلائی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ کریم ہم سب کو اسلامی تہذیب پر عمل کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

کتابیات

القرآن

۱. برٹینڈرسل ان پیراڈائیز آف آئیڈلنس

۲. Schwartz Publishing Pty. Limited, London

۳. رابرٹ بریفالٹ، تشکیل انسانیت، مجلس ترقی ادب، لاہور

۴. محمود شاہ، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور

۵. شبلی نعمانی، الفارق، دارالاشاعت، کراچی

۶. کتاب متی ۵۱۔۴۲

۷. رگ وید، آریہ پرکاشن، چنڈی گڑھ